QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

عصر حاضر میں مرد وزن کا مخلوط معاشرتی نظام اور اس کے نتائج و ثمرات: قرآن و سنت کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

The Consequences and Results of Promiscuous Society in the Contemporary era A Research Review in the light of Qur'ān & Sunnah

Asadullah Mubashir
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur/ EST, GES weslan Bahawalpur. mubasharmubashar313@gmail.com
Muhammad Kashif Barkati
Doctoral Candidate, Dept. of Arabic, University of Sindh, Jamshoro. Email: kashif.shaikh122@gmail.com

This article delves into the complexities and consequences of a Promiscuous Society, where men and women coexist and interact within various societal structures. It delves into the theological, social, and psychological ramifications of interactions between genders in various contexts, considering both the benefits and challenges inherent in such arrangements. Drawing from Islamic scripture and prophetic traditions, the article offers insights into the importance of modesty, respect, and boundaries in fostering healthy and harmonious social dynamics between men and women. Furthermore, it explores the potential consequences of deviating from these principles, emphasizing the need for adhering to divine guidance in navigating contemporary societal norms. Through a comprehensive analysis grounded in Islamic principles, this article seeks to contribute to a nuanced understanding of gender interactions in the modern world while upholding the timeless wisdom of Quranic teachings and the Sunnah.

Key Words: Promiscuous Society, Gender equality, Interaction, Co-education.

تعارف:

مضمون ہٰذا میں جدید دور کے مخلوط معاشرتی نظام کو اجاگر کرنے کے بعد اس کے وارد ہونے والے نتائج و ثمرات کو سمیٹا گیا ہے۔ اگرچہ شریعت مطہرہ میں اختلاط کی کسی حد تک گنجائش موجود ہے تاہم فرمان نبوی

ﷺ ہے: "ما تركتُ بعدي فتنةً أضرُّ على الرِّجالِ مِن النساءِ"[1] .میں نے اپنے بعد امت کے مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ نہیں چھوڑا۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے: اگر رسول اللہ ﷺ یہ صورت حال دیکھ لیتے جو عورتوں نے اپنائی ہے تو انہیں مسجدوں میں آنے سے منع فرمادیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔[2]

درج بالا محقق بیانہ کے مندرجات، دلائل اور تفاصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ موجودہ مخلوط نظام معاشرت نہ صرف یہ کہ اسلامی نظام سے متصادم ہے بلکہ صنف نازک کے لیے انواع واقسام کے مسائل کو جنم دینے کا بھی موجب ہے۔ ان مسائل کے تدارک کا واحد راستہ شرعی حدود وقیود کی پاسداری میں مضمر ہے۔ میڈیکل کالجز ویونیورسٹیز کا مروجہ آزاد ماحول نہ تو اسلامی تعلیمی نظام کے مطابق ہے اور نہ ہی اسلامی طبی اخلاقیات سے میل کھاتا ہے۔ تعلیمی میدان باقی میدانوں میں اختلاط کے لیے سند جواز فراہم کرتا ہے۔ سو حکومت اور ارباب اختیار کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ اس میدان میں مخلوط نظم کی بجائے لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے الگ تعلیمی ادارے قائم کریں یا سخت نظم ونسق متعین کریں۔ اسی طرح طبی سہولیات کی خاطر ہر ایک کی دسترس میں جداگانہ ادارے قائم کرنے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائیں۔ اگر حکومت وقت اس سلسلے میں کوتاہی کا مظاہرہ کرے تو یہ فریضہ دین کا درد رکھنے والے ہر مسلمان انتظامیہ حضرات پر عائد ہوتا ہے۔ اس کے بغیر اداروں کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کے اجتماعی فریضہ سے امت عہدہ برا نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اس مقدس پیشہ کی اجتماعی پاکیزگی کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے۔ تاہم معروضی حالات میں وسائل کی کمی، ارباب حکومت کی کوتاہی اور ماہرین فن کی عدم دستیابی کی وجہ سے جب تک ایسا مثالی نظام قائم نہ ہوسکے تو اس مضمون میں بیان کردہ تمام تر شرائط وقیودات کی پابندی کرتے ہوئے مخلوط ماحوال میں تعلیم بھی حاصل کی جاسکتی ہے اور مخالف جنس ماہرین سے خدمات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

اختلاط کی تعریف:

اختلاط خلط سے ہے جس کا معنیٰ مل جل جانا، آمیزش ہونا، گڈ مڈ ہونا اور مکس ہونا ہیں۔[3] اصطلاح میں اختلاط سے مراد کسی نامحرم مرد کا عورت کے ساتھ یا زائد نامحرم مرد وخواتین کا ایک ساتھ کسی ایسی جگہ میں مجتمع ہونا، جہاں ایک دوسرے کو دیکھنے، سننے، اشارہ وگفتگو کرنے میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو۔

اسلام نے عورت کو جو مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے۔ مذاہب عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ جہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مردوں کو "قوامون على النسآء "بنایا ہے وہیں "ولهن مثل الذى عليهن بالمعروف" کے ذریعے ان کے حقوق وفرائض کا تعین بھی کر دیا ہے۔ مگر معاشرتی نظام کو بہتر چلانے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دونوں کی ذمہ داریوں کو یکسر مختلف رکھا ہے۔ مرد کے ذمہ کسب

[1] Muḥammad bin ismā'īl Bukharī, aljamʿ alṣaḥiḥ, kitab al-nikaḥ, bab fī alshōm al-mra*ah*, raqam alḥdīth 5096.

[2] Abō daōd, sulymān bin ashaʿth, sunan abī daōd, raqam alḥdīth 569.

[3] Muḥammad bin muḥammad al-ghazalī, almustaṣfī fī 'ilm al-aṣōl (beirūt: dar al-kitab al-'ilmiy*ah*), 1/174.

معاش اور نفقہ اہل و عیال لگایا جبکہ عورت کو گھریلو ذمہ داریاں سونپی ہیں۔ مگر ان ذمہ داریوں کا قطعاً معنی و مطلب یہ نہیں کہ مرد گھر کے کاموں میں کسی قسم کی معاونت و مداخلت نہیں کر سکتا اور نہ یہ کہ عورت باہر کے امور کے لیے قید و بند ہو کر رہ جائے گی۔ عصر حاضر میں اختلاط مرد وزن کے حوالے سے اہل اسلام کو بالعموم اور اہل پاکستان کو بالخصوص جو مسائل درپیش ہیں اور جنہیں مد نظر رکھتے ہوئے مرد وزن اپنے اپنے معاملات کو بطریق احسن سر انجام دے سکتے ہیں۔

اختلاط کی تقسیم: اختلاط کو بنیادی طور پر دو حصوں (خلوت و جلوت) میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

حصہ اول: خلوت میں مرد وزن کا عصری اختلاط شریعت مطہرہ کی روشنی میں

اپنے موضوع پر آنے سے قبل اس امر کی وضاحت انتہائی ضروری ہے کہ انسانی جان، مال، عقل، نسل اور دین کی حفاظت شریعت اسلامی کا مقصد و منتہی ہے۔[4] انسان کی دنیوی سلامتی اور اخروی نجات انہیں پانچوں کلیات و اصول کی حفاظت سے مشروط ہے۔ انہی مقاصد خمسہ میں نسل و عزت انسانی کی حفاظت بھی اہم درجہ رکھتی ہے۔ ایک طرف نکاح کو مشروع قرار دیا گیا تاکہ نسل انسانی محفوظ رہے تو دوسری طرف نسب کو ملاوٹوں سے پاک رکھنے کے لیے زنا و فحاشی کا دروازہ بند کیا گیا۔ اسی طرح حدود مثلاً زنا، قذف ولعان وغیرہ کے احکامات مشروع کیے تاکہ نسل انسانی کا دامن داغدار نہ ہو اور ابن آدم کی عزت و حرمت اور بنت حوا کی عفت و عصمت پر بھی آنچ نہ آئے۔[5] نسل انسانی کی اسی حفاظت کے پیش نظر پردے کے احکام مشروع ہوئے اور شریعت نے مرد وزن کے اختلاط کو ہر ممکن صورت روکنے کی تدبیر کی اور ہر ممکنہ سطح پر دونوں کے درمیان حدیں کھینچ دی ہیں۔

عصر حاضر میں GF اور BF کا تصور:

عصر حاضر میں GF یعنی گرل فرینڈ اور BF یعنی بوائے فرینڈ کا تصور عام ہے۔ کوئی بھی لڑکا کسی اجنبی لڑکی جس کو وہ چاہتا ہے کو اپنی چکنی چوپڑی باتوں سے بہکا کر اپنی گرل فرینڈ بنالیتا ہے۔ پھر اس کا فون نمبر لے لیتا ہے، کلاس سے باہر ملاقاتیں ہوتی ہیں، پارکوں میں ملنے کے لئے اوقات متعین کیے جاتے ہیں، کافی شاپ پر کافی کے سپ کے ساتھ ٹائم پاس کرتے، سیلفیاں لی جاتی ہیں اور خاتمۃ الامر یہ کہ صنف نازک کی کمزوریوں کو بنیاد بنا کر انہیں بلیک میل کیا جاتا ہے۔ پھر کسی ازدواجی رشتہ میں منسلک ہوئے بغیر ایک دوسرے سے آنکھیں ٹھنڈی اور کان گرم کیے جاتے ہیں۔ بعض اوقات یہ تعلقات اپنی تمام حدیں پار کر بیٹھتے ہیں، جس کے نتائج دو خاندانوں کی ذلت و رسوائی پر منتج ہوتے ہیں۔ عصر حدیث کا یہ طرز عمل قرآنی حکم کے صریح خلاف ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: وَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاء أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ عَلِمَ اللّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِن لاَّ تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلاَّ أَن تَقُولُواْ قَوْلاً مَّعْرُوفاً ۔[6] اور تم پر اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ تم عورتوں کو نکاح کا پیغام دو یا اپنے دل میں چھپائے رکھو، اللہ جانتا ہے کہ بلاشبہ عنقریب تم اس کا تذکرہ ان سے کرو گے، اور لیکن ان سے مخفی طور پر کوئی وعدہ مت کرنا مگر یہ کہ دستور کی بات کرو۔

تفریحی مقامات، پارکوں اور جامعات میں مرد وزن کا اختلاط:

---

[4] *V*āḥīd al-zamāŋ, al-qamōs al-jadīd, adar*ah* islamiyāt (lahōr krachī: Edition 1409)

[5] Ḥāfiz muḥammad Shahbāz ḥassan, Muḥammad ʻUthmān, Fiqh-e-Islāmī meiŋ Maqāṣid-e-Shariyat key Madārij, al-baṣīr*ah* 3, shumār*ah* 1(2014), 11.

[6] Al-bakar*ah*: 235/2

عصر حاضر میں تفریحی مقامات پر تنہا مرد وزن کا ملاقات کرنا، بیٹھ کر طویل گپ شپ کرنا، ٹک ٹاک بنانا، سیلفیاں لینا معاشرے میں معمول کی باتیں ہیں، جس کے لیے تفریحی مقامات مثلاً چڑیا گھر، پارکس اور جامعات کے میادین وغیرہ مرد وزن کے لئے خفیہ ملاقات گاہیں ثابت ہوتی ہیں۔ جو بعض اوقات ایسے گھناؤنے نتائج کا سبب بن جاتے ہیں کہ پورا معاشرہ شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔ مخلوط سماج سے بچاؤ کے لیے مرد وزن کو جداگانہ دائرہ کار متعین کیا جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے خواتین کو گھر کی چار دیواری تک محدود رہنے کا حکم فرمایا: "اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح پہلے جاہلیت (کے دنوں میں) اظہار زینت کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاتی پھرو۔[7] البتہ بوقت ضرورت اور حسب ضرورت خواتین گھر سے باہر جا بھی سکتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تمہیں یہ اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنی حاجت کے لیے (گھر سے) باہر نکل سکتی ہو۔[8]

گزشتہ سال جیسے مینار[9] پاکستان پر ہونے والے شرمناک واقعات سے بچنے کے لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ تفریحی مقامات پر عورتوں اور مردوں کو ایک دوسرے سے جدا رکھنے کے لیے کڑے ضابطے متعین کیے جائیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں یا تو دونوں کے لیے مختلف اوقات متعین کر دیئے جائیں یا پھر تنہائی میں جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی گپ شپ پر پابندی عائد کی جائے۔

خفیہ رابطے بذریعہ الیکٹرانک میڈیا:

موجودہ دور ترقی یافتہ دور ہے جس میں خط و کتابت کے لیے کاغذ، قلم دوات اور ڈاکیے کی خدمات لیے بغیر پیغامات کی ترسیل اور وصولی ممکن ہے۔ تنہائی میں نامحرم سے گفتگو کے عصری ذرائع میں الیکٹرانک میڈیا کا استعمال کثرت سے کیا جاتا ہے ان ذرائع میں، وٹس ایپ پر پرسنل چیٹ، میسنجر کا استعمال، فیس بک، ای میل، ٹیلی فون وغیرہ پر گفتگو کرنا شامل ہیں۔ یہ گفتگو دو طرح سے ہوتی ہے۔

اول (بامقصد گفتگو):

بعض اوقات تعلیم کے حوالے سے یا ملازمت پیشہ مرد وزن کا اپنی ملازمت کے حوالے سے ضروری گفتگو کرنے (جو طبعی میلان ورجحان سے ماوراء ہو) کی ضرورت پڑتی ہے تو اس صورتحال میں شریعت مطہرہ مشروط اجازت دیتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوفاً [10]

تو تم لہجہ میں نرمی نہ اختیار کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ کوئی لالچ کرنے لگے اور (ہمیشہ) معروف (شک اور لچک سے محفوظ) بات کرنا۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں: مرد اور خواتین ڈاکٹرز کا ڈیوٹی کے دوران اکٹھے چائے پینا یا بلاضرورت ہلکی پھلکی گفتگو کرنا بھی شریعت سے متصادم ہے۔[11]

---

[7] Al-aḥzab: 23/33

[8] Muslim bin al-ḥajāj, al-jām‘ al-ṣaḥīḥ, kitāb al-libās, bāb ibāḥ*ah* alkhurōj lil-nisā’ al qaḍā’ ḥāj*ah* al-insān (Riyāḍ: Dār al-salām lil nashar wa al tauzī‘, 4th Edition jumādī al thaniyah 4291 AH), hadith: 2170.

[9] 14 اگست 2022 اقبال پارک میں ایک ٹک ٹاکر عائشہ خاتون کے ڈھیروں فین سیلفی لیتے ہوئے ایسے گتھم گتھا ہوئے کہ لڑکی کے کپڑے تک پھاڑ دیئے اور مجمع عام میں اسے برہنہ کر کے رکھ دیا۔ اس جیسے انتہائی شرمناک واقعات کی روک تھام کرنا انتہائی ضروری ہے۔

[10] Al-aḥzab: 32/33

[11] Muḥammad Amīn ibn-e-‘Ābidīn Shamī, ḥāshiyah Radd ul-Moḥtār ‘Ala al-Durr al-Mukhtār, Kitāb al-Khatr, Faṣl fī al-Nazr wa al-Lams (Karāchī: H.M.Sa‘īd Company, 1406 AH), 369/6.

دوم (طویل گفتگو):

عصر جدید کا ایک رجحان پیکجز، میسجنگ، پرسنل چیٹ پر طویل گفتگو کرنا ہے جو مقصد سے قطع نظر جذبات و احساسات کو گرمانے، محبت کو جتلانے، اور دل کو بہلانے کے لئے کی جاتی ہیں۔ عموماً اس قسم کی گفتگو میں سوالات کچھ اس طرح کے ہوتے ہیں۔ آج آپ نے کپڑے کس رنگ کے پہنے، آپ کیا کھانا پسند کرتی ہیں۔ آپ کہاں جانا پسند کرتی ہیں۔ میلی جانوں نے تھانا تھایا وغیرہ وغیرہ

جنس غیر کا ٹیوٹر:

عصری رجحانات میں سے ایک گھروں میں ٹیوٹرز کی تعیناتی بھی ہے۔ جس میں تنہا مرد، تنہا بچی یا بچیوں کو تعلیم دیتا ہے۔ اور استاد کو باپ کا رتبہ دیا جاتا ہے۔ مگر بسا اوقات یہی باپ بالآخر شوہر ثابت ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک طویل بحث طلب موضوع ہے۔ مگر پاکستان میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ اساتذہ کرام نے اپنی طالبات سے شادیاں کیں۔ جہاں تک شادی کرنے کا تعلق ہے تو یہ کوئی جرم نہیں مگر مسئلہ یہ ہے کہ جسے ہم باپ سمجھ رہے تھے وہ تنہائی میں باپ بن کر نہیں بلکہ کسی اور ہی سوچ کے ساتھ پڑھا رہا تھا۔ اور یقیناً اس کی نگاہ میں وہ شرم اور گفتگو میں وہ اخلاص اور خلوت میں وہ وقار نہ ہو گا جو ایک باپ کا اپنی بیٹی کے ساتھ ہوتا ہے۔ علمی حلقوں میں اس مسئلہ کو سند جواز یوں بنایا جاتا ہے کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن مرد صحابہ کرام کو بھی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ متعدد صحابہ نے ان سے احادیث سنیں، محفوظ کیں اور آگے امت تک یہ ذخیرہ پہنچا۔ مثلاً حافظ ابن حجر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگردوں کی فہرست اٹھاسی (۸۸) افراد پر مشتمل مرتب کی ہے، جن میں مرد صحابہ کرام کی ایک کثیر تعداد بھی ہے۔[12]

صنف مخالف کے اساتذہ، طلبہ کو نصابی یا غیر نصابی بات چیت کے سلسلے میں گھروں میں ہوں یا دفتر میں یا کسی اور جگہ تنہائی میں گفتگو کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔ ضروری بات چیت کے لیے طلبہ ایک وفد کی صورت میں کلاس یا کسی کھلی جگہ پر ملیں، دفتر میں ملاقات ضروری ہو تو ایک سے زائد طالبات کی موجودگی یقینی بنائی جائے اور کمرے کا دروازہ کھلا رکھا جائے۔ اسی طرح گھروں میں بھی اگر نامحرم سے تعلیم دلوانا اتنا ضروری ہو تو کوئی محرم والد، بھائی، یا والدہ ساتھ بیٹھی رہے۔ اور اگر کسی کام سے انہیں باہر جانا پڑے تو کسی بھی صورت دروازہ بند نہ کیا جائے۔ کالج یونیورسٹی کی تعمیرات میں بھی اس پہلو کی رعایت رکھی جائے کہ تعلیم گاہ میں بیٹھے افراد باہر والوں کی نظروں سے اوجھل نہ ہوں۔

ڈرائیور کے ساتھ تنہائی میں سفر:

شریعت کے مجموعی احکام کو سامنے رکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ عورت کے ذمے وہ کام لگائے گئے جن کا تعلق گھر کی چار دیواری سے ہے مثلاً کھانا پکانا، کپڑے دھونا، صفائی کرنا، گھر میں موجود بیمار، معذور اور بوڑھے افراد کا خیال رکھنا اور بچوں کی تربیت کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے یہ حکم ملا: وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ[13] اور عورتیں اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں۔ اس کے برعکس مرد پر ان امور کی ذمہ داری ڈالی گئی جن کا تعلق بیرونِ خانہ سرگرمیوں سے ہے مثلاً با جماعت نماز ادا کرنا، اذان کہنا، امامت کرانا، جنازہ پڑھنا اور تدفین کرنا، خرید و فروخت کرنا، جہاد کرنا، اسلام کی تبلیغ کرنا، ملک کا نظم و نسق چلانا اور اس میں شمولیت اختیار کرنا، محنت مزدوری کرنا، حصولِ علم، حصول معاش یا کسی اور ضرورت کے تحت دور یا نزدیک کا سفر کرنا۔ معاشرتی زندگی کے اس خاکے کی تمام جزئیات پر غور کریں تو ہر جزء

[12]Ibn-e-ḥajr ‘Asqalanī, Tehzīb al-Tehzīb (Beirūt: Dar al-Fikr li al-ṯabah wa al-Nashr wa al-Tauzī‘ , 1st Edition 1404 AH), 385/12.
[13]Al-aḥzab: 33/33

سے واضح ہو گا کہ عورت کی ذمہ داری گھر کی چار دیواری کے اندر ہے اور مرد کی چار دیواری کے باہر۔ عورت کا معنیٰ ہی چھپائی ہوئی چیز کے ہیں۔ سو عورت کو اپنے وقت کا بیشتر حصہ گھر ہی میں گزارنا چاہیے۔ اگر بامر مجبوری گھر سے نکلنا پڑے تو حتی الوسع محتاط ہو کر نکلنا چاہیے۔ تاکہ میلی نگاہوں، معاشرتی اذیتوں اور عفت و عصمت کے تاتار ہونے سے محفوظ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کو نامحرم کے سامنے سارا بدن سر سے پاؤں تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتیں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔[14] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر یوں فرماتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کو حکم ہے جب وہ اپنے کسی کام کاج کیلیے باہر نکلیں تو چادر سر پر سے ڈال کر منہ ڈھک لیا کریں، صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔[15] گویا مخلوط معاشرے سے مکمل اجتناب۔[16] حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور ﷺ نے انہیں امورِ خانہ داری سپرد کیے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر سے باہر کے امور سپرد کیے۔[17]

عصر جدید میں عورتوں کا گھروں سے باہر نکلنا، ان کا تنہا سفر کرنا یا محرم کے ساتھ سفر کرنا ایک الگ موضوع ہے۔ مگر ایک اجنبی عورت کا نامحرم ڈرائیور کے ساتھ خلوت میں سفر کرنا بھی معمول کا کام ہے جو کہ تعلیمات اسلامیہ پر سوالیہ نشان کھڑا کرتا ہے۔ ایسی صورتحال میں اگرچہ نامحرم کے ساتھ خلوت کی قباحت سامنے آتی ہے تاہم فقہ کے ایک قاعدہ "الضرورات تبیح المحظورات "کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر کچھ ضابطوں کی پابندی کر لی جائے تو شاید رعائت حاصل کی جاسکتی ہے۔ مثلاً غیر ضروری گفتگو سے پرہیز کیا جائے، اگر مکمل حجاب کا اہتمام کر لیا جائے تو بہت بہتر ہے ورنہ کم از کم اظہار زینت سے بچتے ہوئے مکمل ساتر لباس استعمال کیا جائے۔ اور ضرورت کو ضرورت کی حد تک محدود رکھا جائے۔ بلاوجہ بازاروں یا پارکوں میں گھومنے پھرنے کی غرض سے یا طویل سفر سے گریز کرنا چاہیے۔

بیوٹی سیلونز میں مخالف جنس کے آرٹسٹ:

عصر حاضر میں نا صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں ایسے بیوٹی پارلر اور بیوٹی سیلون وغیرہ بنا دیئے گئے ہیں جہاں میل آرٹسٹ فیمیل کا مکمل میک اپ کرتے ہیں۔ اور اس کا برعکس بھی ہوتا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دوران میک اپ جنس غیر کی جانب گہری نظر سے دیکھنا، ان کے جسم کو لمس کرنا، ان کو مہندی لگانا، ہیئر اسٹائل بنانا، فشل کرنا، ویکس کرنا، چوڑیاں پہنانا، بناؤ سنگھار کا اظہار کرنا اور خلوت مع الغیر وغیرہ سب قباحتیں ان میں موجود ہوتی ہیں، جو قرآن و سنت کی صریح مخالفت کی علامت ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: اور مؤمن مردوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کا تحفظ کریں۔[18] اسی طرح مؤمن عورتوں کو بھی حکم دیا گیا: اور مؤمن عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھا کریں، اور اپنی شرمگاہوں کا تحفظ کیا کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ

---

[14] Al-aḥzab: 59/33

[15] Ḥāfiẓ iban-e-kashīr, tafsīr al-qurān al-ʻazīm (karāchī: qadīmī kutab khānah), sur*ah* al-aḥzāb: 59/33.

[16] Umm-e-ʻabd munīb makhlōṭ muʻāshrah (Lahōr: mashrabah ʻilm wa hikmat, shʻabān 1429 AH), 32.

[17] Burhān al-dīn maḥmōd bin ṣadar al- sharīʻ*ah*, Al-muḥīṭ al-burhānī li al-masāʼl al-mabsōṭ wa al-jāmaʻīn wa al-sīyar wa al- ziyarāt wa al-nawādir, kitāb al-nikāḥ, al-faṣal al-thānī wa abih an yafʻal, wa fī bayān ma lil mirā*ah* an tafʻal , wa mā laisa laha an tafʻal (karāchī: idār*ah* al-qurān wa al-ʻulūm al-islāmīy*ah*, 1st Edition 1423 AH), 350/3.

[18] Al-nūr: 30/24

کیا کریں۔[19] اسی طرح اس فرمان نبوی ﷺ کو بھی ذہن نشین رکھیں:

وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثالثهما الشَّيْطَان»[20].

عمرؓ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:" جب کوئی آدمی کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ علیحدگی میں ہوتا ہے تو ان دونوں میں (کے ساتھ) تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

گھروں میں میڈ (نوکرانیاں) یا سرونٹس (نوکر) رکھنا:

عصر جدید کا ایک مسئلہ جنس مخالف کے ملازم یا ملازمہ کا گھروں میں رکھنا ہے۔ ملازم خواہ مرد ہو یا عورت ہر دو صورت میں خلوت مع الغیر شیطان کے لئے انسان کو بہکانے کا ایک بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ اگرچہ گھر کے دیگر افراد کی موجودگی میں شیطانی حملوں سے انسان بچا رہتا ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ گھر کے تمام افراد ہر وقت گھر میں موجود نہیں رہتے بالخصوص جب بچے اپنے تعلیمی اداروں میں اور مرد حضرات اپنی ڈیوٹی پر چلے جاتے ہیں تب خلوت مع الغیر کے بھیانک نتائج بر آمد ہوتے ہیں۔ شیطان ایسے گھروں میں خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے، ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے اور زناکاری کے احتمالات و امکانات کو قوی کرتا ہے۔ جس سے معاشرے کا امن و سکون تباہ اور جنگ و جدال کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: جن عورتوں کے پاس ان کے محرم موجود نہ ہوں، ان کے پاس مت جاؤ کیونکہ شیطان آدمی کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے۔[21] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی اجنبی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ ہو اور کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ بغیر محرم کے سفر کرے۔" ایک آدمی نے یہ سن کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میرا نام فلاں فلاں غزوے میں لکھ دیا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لیے جا رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا" جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج پر جاؤ۔[22]

14 فروری ویلنٹائن ڈے:

14 فروری کو دنیا بھر میں عالمی سطح پر ویلنٹائن ڈے[23] کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس دن میں کسی کی بہن، بیوی، بیٹی کو گلاب کا پھول یا سرخ رنگ کا بنا ہوا دل اظہار محبت کے لیے دیا جاتا ہے۔ یہ کھلم کھلا قرآن مجید کی مخالفت اور شیطان کی راہ ہموار کرنے کی جسارت ہے قرآن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اہل ایمان میں بے حیائی کا فروغ چاہتے ہیں، ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہو گا۔[24]

---

[19] Al-nūr: 31/24

[20] Muḥammad bin 'essa tirmazī, al-jāme' tirmazī (Riyāḍ: dar al-salām li al-nashar wa al-tauzī', 4th Edition: jumādī al-thāniyah 1429 AH), raqam al-hadīth: 3118.

[21] Muḥammad bin 'essa tirmazī, al-jāme' tirmazī, kitāb al-nikāḥ, bāb mā jā' fī krāhīyah al-dakhōl 'ali al-mughībāt, raqam al-hadīth: 1172.

[22] Muḥammad bin ismāʿīl Bukharī, aljamʿ alṣaḥiḥ, kitāb al-jihād, bāb man aktub fī jīsh (Riyāḍ: Dār al-salām lil nashar wa al tauzī', 4th Edition: jumādī al-thāniyah 1429 AH), raqam al-hadīth: 3002

[23] ایک ویلنٹائن نامی یہودی (حالانکہ وہ عیسائی تھا) جو غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے تعلقات کو جائز سمجھتا تھا اس کی یاد میں اب مسلمانوں کی بے حیا اور بے شرم نسل نے بھی ویلنٹائن ڈے منانا شروع کر دیا ہے۔ اس دن پھولوں اور تحفوں کا تبادلہ کر کے نوجوان لڑکے لڑکیاں اظہارِ محبت کرتے ہیں جس سے اسلامی اقدار کی دھجیاں اڑتی ہیں۔

[24] Al-nūr: 19/24

جعلی پیروں کے ساتھ خلوت:

عصر حاضر میں محلوں، علاقوں اور گلیوں کوچوں میں جعلی پیر اور بابے اور بعض جگہوں پر نوجوان گدی نشین اپنا کاروبار چمکائے بیٹھے ہیں۔ جن کے پاس اجتماعی طور پر بھی معتقدین بغرض دم جھاڑ آتے ہیں اور انفرادی طور پر بھی مریدنیاں حاضری دیتی ہیں۔ اور یہ روحانی حکیم بن کر ان کے جسم پر ہاتھ لگا کر پوچھتے ہیں کہ یہاں پر درد ہے، اس جگہ پر تکلیف ہے اور پھر تھپکی لگا کر کہتے ہیں جا بچہ تیرا مسئلہ حل ہو گیا۔ اس قسم کی درگاہوں میں شرعی احکام مثلاً غض بصر، لمس اجنبیہ سے اجتناب اور خلوت مع الاجنبیہ جیسے مسائل کی مخالفت والی قباحت لازم آتی ہے۔ سو ایسی درباروں سے دور ہی رہنے میں عافیت ہے۔

سوشل میڈیا میں مختلف الجنس نیوز کاسٹر:

عصر جدید کا ایک مسئلہ صنف غیر کے ساتھ مل کر نشریات و ابلاغ کی ذمہ داریاں ادا کرنا ہے۔ جس میں صنف نازک نہ صرف یہ کہ بے حجاب و بے جلباب ہوتی ہے بلکہ مکمل میک اپ اور خوشنما لباس کے ساتھ حاضر ہوتی ہے۔ بعینہ مرد بھی ویل ڈریس اور ڈیسنٹ پرسنیلٹی کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔ اور کیمرہ کے سامنے ہوں یا بریک کے اوقات ہوں دونوں ایک دوسرے کو بے تکلفی سے دیکھتے گفتگو کرتے ہوئے ڈیوٹی کو انجوائے کرتے ہیں۔ میڈیا کے پلیٹ فارم سے غیر محسوس طریقے سے وہ یہ پیغام دے رہے ہوتے ہیں کہ اجنبی مرد وزن کا ایک دوسرے کو دیکھنا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔ یعنی مرد کا سجی سنوری بنت حوا کی جانب دیکھنا باعث عار و ندامت نہیں اور نہ ہی عورت کا کسی مرد کے ساتھ بیٹھنا اور اسے بار بار دیکھنا باعث یاس و ملال ہے۔ اور بریک ٹائم ایسے مختلف الجنس افراد کے لیے فری گپ شپ، چائے نوشی اور نظر بینی سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرنے کا ایک یقینی موقع فراہم کرتا ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"يَا عَلَى! لا تَتْبَعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ؛ فَإِنَّ لَكَ الأُولى، وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةِ![25]

علی اجنبی عورت پر (نگاہ پڑنے کے بعد) دوبارہ نگاہ نہ ڈالو کیونکہ پہلی نظر تو تمہارے لیے (جائز) ہے، دوسری (جائز) نہیں۔

یعنی بغیر قصد و اختیار کے پڑنے والی پہلی نظر گناہ نہیں، جبکہ اختیار و ارادہ سے ڈالنے والی دوسری نظر پر گناہ ہو گا۔ واضح ہوا کہ اپنے اختیار و قصد سے ایسی مخلوط مجالس میں نہیں جانا چاہیے جہاں غلط نظر پڑ سکتی ہو۔ یہ پابندی صرف مردوں کے لیے نہیں تھی بلکہ خواتین کو بھی آپ ﷺ نے اسی طرح احتیاط کا پابند بنایا۔ چنانچہ ایک دفعہ نابینا صحابی حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے دولت کدہ پر تشریف لائے تو اس وقت دو امہات المومنین سیدہ ام سلمہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہما موجود تھیں، حضور ﷺ نے ان دونوں کو پردہ کرنے کی تاکید کی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے قدرے حیران ہو کر کہا: "یہ تو نابینا ہیں! نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نا ہی پہچان سکتے ہیں" تو حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم انھیں نہیں دیکھ رہی ہو؟[26]

---

[25]Sulymān bin ash'ath sajastānī, sunan abī daūd, kitāb al-nikāḥ, bāb fīmā yūmar bih man ghadh al-baṣar (Riyāḍ: dar al-salām li al-nashar wa al-tauzī', 4th Edition: jumādī al-thāniyah 1429 AH), raqam al-hadīth: 2149.

[26]Muḥammad bin 'essa tirmazī, al-jāme' tirmazī, abwāb al-istaizān wa al-adab, bāb fī aḥtajāb al-nisā' min al-rijāl, raqam al-hadīth: 2778.

حصہ دوم: جلوت میں مردوزن کا عصری اختلاط شریعت مطہرہ کی روشنی میں

جلوت کا لغوی معنیٰ: باہر، عام جگہ، سب کے سامنے، مجمع، بھیڑ، اپنے آپ کو دکھانا اور ظاہر کرنا کے ہیں [27]۔ جلوت یا اجتماع عام سے مراد ایسا ماحول ہے جس میں مرد و عورت تنہا نہ ہوں۔ تنہائی کے علاوہ بھی بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں مردوزن کا اختلاط نہ صرف موجود ہے بلکہ معاشرے پر بدترین اثرات مرتب کر رہا ہے۔ عہد نبوی میں چند عبادت کے امور سے مثالیں اخذ کرکے لبرل طبقہ بنیاد بنا کر مرد و زن کے اختلاط کے لیے سند جواز مہیا کرتا ہے۔ جو کہ بصورت عدالتی نکاح، کفو اور ولی کا لحاظ کیے بغیر نکاح، ماں باپ اور خاندان کی رسوائی، کاروکاری کے نام پر قتل وغارت وغیرہ کی صورت میں منتج ہوتے ہیں۔ ذیل میں اجتماعی اختلاط اور ان کے عصری مسائل شریعت مطہرہ کی روشنی میں پیش کیے جاتے ہیں۔

نماز باجماعت اور مردوزن کا اختلاط:

نماز ایک بنیادی اور اہم عبادت ہے جس کی مسجد میں ادائیگی مرغوب ہے لیکن جو صحابیات مسجد میں آنا چاہتی تھیں ان کے لیے بھی متعدد شرائط رکھی گئیں تاکہ کسی موقع پر بھی اختلاط کی کوئی صورت نہ بن سکے۔ ان کی صفیں جدا جدا کر دی گئیں، حتی کہ امام سے قریب اول صف میں ہونا نماز کے اہتمام کی علامت اور باعث اجر ہے لیکن خواتین کو حکم ہے کہ وہ اختلاط سے بچنے کو اولین ترجیح دیں اور مردوں کی صفوں سے دور رہنے کو باعث اجر سمجھیں۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: "مردوں کی بہترین صف پہلی صف ہے اور سب سے بدترین صف آخری صف ہے اور عورتوں کی بہترین صف آخری صف ہے اور بدترین صف پہلی صف ہے "[28]۔ صحابہ کرام کو تاکید تھی کہ وہ تب تک اپنی نماز کی جگہ سے نہ اٹھیں جب تک صحابیات اپنے اپنے گھروں کو نہ چلی جائیں [29]۔ دونوں کے لیے مسجد کے دروازے الگ الگ قائم کیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب مسجد نبوی کی بنیاد رکھی تو ایک دروازے کے بارے میں یہ فرمایا: " لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ " اگر ہم یہ دروازہ عورتوں کے لیے چھوڑ دیں تو کیا ہی اچھا ہو۔

اس ارشاد کو ہم تک پہنچانے والے ابن عمر رضی اللہ عنہ فوت ہونے تک کبھی اس دروازے سے نہیں گزرے۔[30]

انہی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر مردوزن کے لیے الگ دروازوں کے ساتھ علیحدہ نمازوں کی جگہ بنا دی جائے تو حکم نبوی "لا تمنعوا إماء الله مساجد الله " (اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو) پر بھی عمل ہو جائے گا اور اختلاط کے نقصانات سے بھی محفوظ رہ سکتے ہیں۔

نماز جمعہ وعیدین اور اختلاط مردوزن:

عصر حاضر میں جماعت اہل حدیث کی جانب سے بالخصوص اس امر کا التزام واہتمام کیا جاتا ہے کہ عورتیں بھی عیود وجمعات میں شرکت کریں۔ جس کے لیے خواتین و مرد حضرات کی گزرگاہیں اور نشست گاہیں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں۔ اس اہتمام کے ساتھ جمعات وعیود میں شرکت کرنے کو سراہا جانا چاہیے بشرطیکہ گھر سے نکلتے وقت عورت مکمل باحجاب ہو اور اظہار زینت بھی مقصود نہ ہو۔

[27] Mōlvī al-ḥāj Fīrōz al-dīn, fīrōz al-lughāt, mādah, jlwt (Lāhōr: fīrōz sons)

[28] Muslim bin al-ḥajāj, al-jām' al-ṣaḥīḥ, kitāb al-salāah, bāb tasviyah al-ṣafōf wa iqamatihā wa fadhal fa al awal, raqam al-hadīth: 440

[29] Muḥammad bin ismā'īl Bukharī, aljam ' alṣaḥiḥ, kitāb al-salāah, bāb salāah al-nisā' khalf al-rijāl, raqam al-hadīth: 875

[30] Ibn al-ḥazm al-undalsī, a'la ba al-āsār sharḥa al-hal al-ikhtiṣār, kitāb al-āzān, manālīy*ah* mana' al-mirā*ah* wa al-nīy*ah* min ḥadhūr al-ṣalā*ah* fī al-masjid (Damishq: idār*ah* al-ṭā'*ah* al-munīrīyah, 1347), 2/217

مناسک حج اور اختلاط مرد وزن:

ادائیگی حج کے موقع پر مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں مرد و خواتین سبھی ایک ہی مقام پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ نمازوں کے لیے تو الگ بیریئر لگا کر جگہیں مختص کر لی جاتی ہیں البتہ طواف کے دوران اور حجر اسود کو چھونے میں یہ اختلاط کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اس اختلاط کو ختم کرنا ایام اور جگہ کی تخصیص کے سبب ممکن ہی نہیں ہے۔ اور یہ سلسلہ عصر حاضر کا نہیں بلکہ عہد نبوی سے ہی یونہی چلا آرہا ہے۔ مگر اس اختلاط میں مرد وزن کا شہوانی رجحان پیدا ہو ہی نہیں سکتا[31]۔

مزاروں اور درباروں پر مرد وزن کا اختلاط:

مزاروں اور درباروں پر جانا شرعاً درست ہے یا نہیں ہمارا موضوع اس سے متعلق نہیں ہے۔ ہم فقط موضوع کو زیر بحث لانے کی کوشش کریں گے کہ کیا ایسی جگہوں پر اختلاط مرد وزن کی ضرورت و اجازت ہے یا نہیں۔ مناسک حج پر قیاس کرتے ہوئے مزارات میں اختلاط کا جواز تلاش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مزارات میں حاضری کا سلسلہ سالہا سال چلتا ہے۔ لہٰذا خواتین و حضرات کے لیے انہیں اختلاط سے بچاتے ہوئے علیحدہ علیحدہ اوقات میں حاضری کا موقع دیا جا سکتا ہے۔

گزرگاہوں اور بازاروں میں مرد وزن کا اختلاط:

اگرچہ احادیث مبارکہ میں بازار کو "شر بقاع الارض "یعنی زمین کے بدترین مقام قرار دیا گیا ہے تاہم عصر جدید میں عورتوں کا ذاتی خریداری کے معاملے میں بازاروں کا رجحان کثرت سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے بازاروں، عمومی راستوں اور عوامی مقامات وغیرہ یعنی ہر مقام پر مرد وزن کے باہمی امتیاز کو برقرار رکھا ہے۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ مرد و خواتین عوامی راستوں میں بلا امتیاز مل جل کر چل رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے خواتین کو حکم فرمایا کہ وہ راستے کے کنارے پر چلا کریں، ان کے لیے راستے کے درمیان چلنا مناسب نہیں۔ اس ارشاد نبوی کی خواتین نے اس درجہ پاسداری کی کہ وہ راستے کے درمیانی حصے کو چھوڑ کر دیواروں کے ساتھ اس قدر سمٹ کر چلنے لگیں کہ ان کی چادریں دیواروں کے ساتھ اٹک جاتی تھیں۔[32]

---

31 اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

- کثرت اجتماع کے باعث نفسا نفسی کا عالم ہوتا ہے ہر شخص کو اپنی پڑی ہوتی ہے کہ میں کیا کروں اور کس طرح کروں۔
- دوران طواف چکروں کی گنتی لگاتار مصروفیت و مشغولیت کا باعث بنی رہتی ہے۔
- دوران طواف زبان پر ذکر اور ادعیہ مسنونہ کا ورد جاری رہتا ہے جو اسے شہوانی رجحانات پیدا ہونے اور شیطانی وساوس سے بچنے میں مانع رہتا ہے۔
- خانہ کعبہ کی عظمت و رفعت شان اسے اپنی جانب مائل رکھتی ہے جو ادھر ادھر سے اسے بے نیاز کر دیتی ہے۔

قرآن میں ہے کہ اگر ایسے خیالات و رجحانات کی اتباع کی توحج کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُواْ مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّهُ وَتَزَوَّدُواْ فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُونِ يَا أُوْلِي الأَلْبَابِ (197) ترجمہ: حج کے مہینے معلوم شدہ ہیں۔ پس جو کوئی ان میں حج کو لازم کر لے تو وہ حج میں نہ بے ہودہ بات کرے نہ بیہودہ کام کرے اور نہ جھگڑا کرے۔ اور جو بھی تم بھلائی سے کرو گے اللہ اسے خوب جانتا ہے اور زادراہ لے لیا کرو۔ بلاشبہ بہترین زادراہ تقوی ہے۔ اور مجھ ہی سے ڈرو، اے عقل والو!

32 Sulymān bin ash'ath sajastānī, sunan abī daūd, kitāb al-adab, bāb fī mashīyī al-nisā' ma' al-rijāl fī al-ṭarīq, raqam al-hadīth: 5272

تعلیم کے میدان میں مردوزن کا اختلاط

شریعت اسلامیہ اور کو ایجوکیشن:

عدم اختلاط عہد رسالت کے نظام تعلیم کی ایک اہم خصوصیت تھی۔ تعلیم ہر جنس کے لیے ناگزیر ہے لیکن رسول اللہ ﷺ خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے علیحدہ انتظام فرماتے تھے[33]۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ حدیث بلال کے تحت رقم طراز ہیں:

" اس روایت سے عورتوں کو تعلیم دینے کی پسندیدگی معلوم ہوتی ہے اگر اس تعلیمی عمل سے دونوں جانب کسی کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ نیز اس حدیث سے عورتوں کے لیے مردوں کی مجالس میں حاضر ہونے کی صورت میں علیحدہ نشستوں کے اہتمام کرنے کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ بصورت دیگر نظر وغیرہ سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے" [34]

عہد رسالت کے بعد بھی مسلم تہذیب وتمدن کے سنہری ادوار میں بھی عورتوں کی تعلیم وتربیت میں اس پہلو کی بھرپور رعایت کی جاتی تھی کہ تعلیمی مراحل میں شرعی امور کی پامالی نہ ہو اور چادر کا تقدس بھی برقرار رہے۔ مشہور مؤرخ حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوری رحمہ اللہ تعالی کی تحقیق ہے کہ طالبات کو خلوت اور نامحرم سے اختلاط سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کے لیے تعلیمی اسفار میں بھی اُن کے محارم اور رشتے دار ساتھ ہوتے تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے محدثات فاطمہ بنت ابی عبد اللہ جرجانی رحمہا اللہ تعالی اور فاطمہ بنت محمد بن علی رحمہا اللہ تعالی کے حالات نقل کیے ہیں کہ انہوں نے علم حدیث کی پیاس بجھانے کے لیے دور دراز سفر کیے لیکن ان کے ساتھ ان کے والد یا بھائی ہوتے تھے۔ مصنف مزید لکھتے ہیں: " ان محدثات وطالبات کی درس گاہوں میں مخصوص جگہ ہوتی تھی، جس میں وہ مردوں سے الگ رہ کر سماع کرتی تھیں اور طلبہ وطالبات میں اختلاط نہیں ہوتا تھا۔[35]

عہد جدید اور مخلوط نظام تعلیم:

جہاں تک عصری سکولوں کا تعلق ہے پرائمری تک بچے بچیوں کے مل جل کر پڑھنے میں کوئی مسئلہ درپیش نہیں۔ نہ تو بچیاں پردہ کی عمر میں ہوتی ہیں اور نہ ہی بچوں کا آپس میں اس قدر میلان ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے غلط دوستیاں یا تعلقات استوار کریں۔ البتہ مڈل حصہ میں طلبا وطالبات کا میلان اپنی فیلوز کی طرف بڑھنے لگتا ہے اور یہ ناپختگی کی وہ عمر ہوتی ہے جس میں بچے اکثر شر و فساد کا شکار ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ عمر کے اس حصہ میں اگر طلباء پر کنٹرول اور قابو نہ رکھا جائے تو عواقب ونتائج کچھ اچھے برآمد نہیں ہوتے۔ عمومی ذہن یہ ہے کہ کالج سطح پر بچے میچور ہو جاتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ عمر کے اس حصے میں جنس غیر کی طرف میلان بڑھ

---

[33] صحابیات حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور مستورات کے لیے خصوصی تعلیمی سلسلہ شروع کرنے کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک دن اور وقت مقرر فرمادیا۔ جس میں آپ صرف خواتین کو وعظ ونصیحت فرماتے۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری (ریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، طبعہ چہارم: جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ) کتاب العلم ، باب هل يُجْعَل لِلنِّسَاءِ يَوْمٌ عَلَى حِدَةٍ فِي الْعِلْمِ حدیث: ۱۰۱ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ سے نکلے اور آپ ﷺ کے ہمراہ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ خواتین کی مجلس کی طرف تشریف لے گئے، انہیں بیان کیا جس میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنی کی بھی ترغیب دی، جس کا فوری اثر ہوا اور خواتین اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں اتار کر دینے لگیں اور حضرت بلال ا نہیں وصول کرتے رہے۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری (ریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، طبعہ چھارم: جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ) کتاب العلم، باب عظۃ16 الامام النساء وتعلیمہن، حدیث: ۹۸

[34]Muḥammad bin ‘alī al-shaukānī, nīl al-auṭār, kitāb al-‘eīdain, bāb khutb*ah* al-‘eid (Beirūt: dār ibn jauzī, Edition: 1427 AH), 7/89

[35]Muḥammad bin ‘alī al-shaukānī, nīl al-auṭār, 33

جاتا ہے اور دوستیاں، فری گپ شپ، کلاس سے بنک مار کر ملاقاتیں کرنا، بائیک پر گھر تک ڈراپ کرنا، سبق یاد کرنے یا دوہرانے کے بہانے نظر و قلب کے راحت وسکون حاصل کرنے کا موجب بنتے ہیں۔

عصری جامعات میں مخلوط تعلیمی نظام:

جامعات کے تدریسی شعبہ جات میں معاشی صورتحال کے پیش نظر اختلاط مردوزن کے بغیر چارہ کار ہی نہیں۔ مگر ان میں ہمیں لازما احکامات خداوندی کا پاس رکھنا چاہیے۔ تعلیمی ادارے کسی بھی ملک میں کردار سازی کے سب سے بڑے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ مگر افسوس اس امر پر ہے کہ علم کی اشاعت و فروغ کے ذمہ دار یہ ادارے بے حیائی اور برائیوں کی اشاعت کا ایک بڑا ذریعہ بن رہے ہیں۔ اگرچہ مخلوط نظام تعلیم معاشی مسائل کے پیش نظر ایک ناگزیر مجبوری بن چکی ہے تاہم اس کے عواقب و نتائج معاشرے پر انتہائی مضر مرتب ہو رہے ہیں۔ میوزیکل کنسرٹ، بے حجابی، مردوزن کا کلاسز کے باہر مخلوط اور بے تکلف سرگرمیاں۔ بعض یونیورسٹیوں اور اداروں میں یہ بے تکلفی اس حد تک عروج کو پہنچی ہوتی ہے کہ صنف متبادل کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر سرعام چلنا یا ہاتھوں پر ہاتھ مار کر ایک دوسرے کو Appreciate کرنا ایک معمولی سی بات ہے۔ اور غیر مردوں کا اجنبی لڑکیوں کو بائیک پر لفٹ دے کر انہیں ہاسٹل ڈراپ کرنا جیسی نیکیاں یونیورسٹیوں سے سیکھی جاتی ہیں۔ العیاذ باللہ امت مسلمہ کے نوجوان طبقہ کا یہ شعار اسلام کو داغدار کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ نوجوان نسل کو ہوش کے ناخن لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

وطن عزیز اسلام کے نام پر قائم کیا گیا ہے اور اسلامی نظام اس وطن کا ایک جزو لاینفک کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو پیدائش سے لے کر موت تک مسلمان کو مکمل رہنمائی کے ساتھ ساتھ، اسلامی سانچے میں ڈھل کر زندگی بسر کرنے کا تقاضہ کرتا ہے۔ مگر ہمارا معاشرہ یورپی اور مغربی تہذیب سے اس قدر متاثر ہے کہ اغیار کے شعار کی واضح جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اگرچہ فقہائے امت میں سے مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے دورِ حاضر میں مخلوط تعلیم کی اجازت اسی نظریہ ضرورت کے تحت دی ہے۔[36] تاہم نظریہ ضرورت کوئی بے لگام چھری نہیں جس سے ہر حرام کردہ کو کسی بھی وقت حلال کیا جاسکے بلکہ شریعت نے حدود اللہ کی کڑی حفاظت فرمائی ہے اور ضرورت کی تاثیر کے لیے کچھ شرائط ضروری قرار دی ہیں۔ اصولیین نے ان شرائط اور ان کے دلائل پر تفصیلی بحث کی ہے جن کا خلاصہ اسلامی فقہ اکیڈمی ہند نے اپنے ساتویں فقہی سیمینار میں اتفاق رائے سے کچھ یوں قلم بند کیا ہے:

1. ضرورت بالفعل موجود ہو۔ مستقبل میں پیش آنے والی ضرورتوں کا اندیشہ و خطرہ معتبر نہیں۔ اور کوئی جائز مقدور متبادل بھی

---

36 فتویٰ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم: شریعت کا اصل حکم تو یہی ہے کہ نامحرم مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے پرہیز کیا جائے، خاص طور پر ایسا مشغلہ اختیار کرنا، جس میں نامحرم خواتین کے ساتھ مستقل میل جول ہو، بغیر ضرورت کے جائز نہیں، لہٰذا حکومت اور مسلم معاشرے کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ مخلوط تعلیم کے بجائے لڑکوں کیلئے الگ اور لڑکیوں کیلئے الگ تعلیمی ادارے قائم کریں، لیکن جب تک ایسا انتظام نہ ہو تو چونکہ میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنا ایک ضرورت ہے اور اس میدان میں متدین افراد کی کمی ہے جسے دور کرنے کا یہی راستہ ہے کہ متدین افراد میڈیکل کی تعلیم حاصل کریں۔ اس لیے اگر اس تعلیم کے حصول کا وہ راستہ نہ ہو جو اوپر بیان کیا گیا تو اس شرط کے ساتھ تعلیم کے حصول کی گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ حتی الامکان اپنے آپ کو بے پردہ نامحرم خواتین سے دور رکھیں اور جہاں کہیں ایسی خواتین کا سامنا ہو وہاں نیچی نگاہ رکھیں اور اپنی نگاہ اور دل کی حفاظت کریں۔ خواتین کے لیے بھی میڈیکل کی تعلیم کا حصول اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ پردہ کا مکمل اہتمام کریں اور مردوں کے قریب نہ بیٹھیں، عورتوں کے لیے تعلیم کی غرض سے مردوں کو دیکھنے کی گنجائش ہے، مگر یہ گنجائش ضرورت کی حد تک ہی محدود رہنی چاہیے۔ محمد تقی عثمانی، فتاوی عثمانی (کراچی، مکتبہ معارف القرآن کراچی، رجب ۱۴۳۱ھ):۱/۱۶۹

نہ ہو۔

2. ہلاکت وضیاع کا خطرہ یقینی یا مظنون بظن غالب ہو۔

3. محرمات کے استعمال یا ارتکاب سے ضرر شدید کا ازالہ یقینی اور نہ استعمال کرنے کی صورت میں اس کا وقع یقینی ہو۔

4. بقدر ضرورت استعمال کیا جائے۔

5. اس کا ارتکاب اس کے مساوی یا اس سے کسی بڑے مفسدہ کا سبب نہ بنے۔[37]

ضرورت وحاجت کی تاثیر انہی کڑی شرائط کی رعایت کے ساتھ مشروط ہیں۔ عصر حاضر کی ضرورتوں اور تقاضوں، مردوزن کے لیے الگ الگ اداروں اور سہولیات کی شدید کمی، افراد کار کا فقدان اور طبی تعلیم کی مخصوص نوعیت وہ بنیادی حقائق ہیں جو فی الوقت مخلوط تعلیمی نظام کی شرعی گنجائش فراہم کرتے ہیں لیکن یہ گنجائش حدود سے تجاوز نہ کر جائے یا کسی فتنہ کا زریعہ نہ بنے، سو تمام متعلقہ افراد کو درج ذیل پابندیوں کی مطابقت ضروری ہے:

1. مخلوط جماعت میں بیٹھنے کے لیے کرسیوں کی ترتیب ایسی اختیار کی جائے جس میں مردوزن کا اختلاط کم سے کم ہو اور ایک دوسرے پر غیر اختیاری طور پر نظریں پڑنے کے امکان نہ ہوں۔ اس کی بہتر صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کلاس کی اگلی سیٹوں پر لڑکوں کو بٹھایا جائے اور پچھلی سیٹوں پر لڑکیوں کے بیٹھنے کا انتظام ہو۔ یہ صورت زیادہ مناسب ہے کیونکہ نماز کی صفوں میں بھی احادیث مبارکہ میں یہی ترتیب بیان ہوئی ہے۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کلاس کے ایک طرف لڑکے اور دوسری طرف لڑکیاں ہوں اور ان کے درمیان پردے کا ایسا انتظام ہو کہ استاد تو دونوں کو نظر آئے لیکن طلبہ وطالبات ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔

2. امتحان ہال میں کلاس ہی کی طرح طلبہ کی نشست آگے اور طالبات کی پیچھے ہونی چاہیے۔ لائبریری میں طالبات کے مطالعہ کیلئے الگ ہال کا انتظام ہو سکے تو بہت بہتر ہے، ورنہ کم از کم نشستیں بالکل الگ ہوں اور ساتھ ہی طالبات کے لیے پردے کا بھی اہتمام کیا جائے تاکہ وہ اطمینان سے اپنی پڑھائی کر سکیں۔ جب کہ کالج کے کیفیٹریا اور کامن روم وغیرہ میں طلبہ وطالبات کے لیے الگ الگ سہولیات فراہم کرنے کا اہتمام ضروری ہے۔[38]

3. طلبہ کو ہدایت ہو کہ صنف مخالف سے کسی ضرورت سے گفتگو بھی تنہا کلاس میں نہ کی جائے۔ طالبات مخلوط کلاس، یا عام معاشرے میں خوشبو لگانے سے پرہیز کریں جو مردوں کے لیے کشش وجاذبیت کا سبب بنے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " : اس عورت کی نماز قبول نہیں کی جاتی جو اس مسجد میں آنے کے لیے خوشبو لگائے، جب تک واپس لوٹ کر جنابت کا غسل نہ کر لے۔[39]

4. طالبات کو کانووکیشن، کانفرنسز اور مخلوط اجتماعات میں زیب وزینت کے اظہار سے گریز کرنا چاہیے۔

---

[37] Mujāhid al-islām qāsmī, jadīd fiqhī mubāḥith (Karāchī: idār*ah* al-qurān wa al-'ulūm al-islāmiyah, 2009), 565/14

[38] Najīb al-haq, sh'ubah ṭib mein mard wa zan key bāhmī ta'āmul key masā'l aur shar'ī rahnumā'ī (Pishāwar: Pishāwar medical college, 2018), 38

[39] Sulymān bin ash'ath sajastānī, sunan abī daūd, kitāb al-tarjul, bāb mā jā' fī al-munzar tastaṭīb li al-khurūj, raqam al-hadīth: 2174

.5 جامعات میں اساتذہ کے اختیارات بھی محدود ہونے چاہیئں۔ اسائمنٹ کے نمبرز اور سیشنل مارکس وغیرہ کو بعض اساتذہ طالبات کی کمزوری بنالیتے ہیں جس کی بناپر وہ طالبات کو بلیک میل کرتے ہیں۔[40]

.6 مزید بر آں یہ کہ اساتذہ کے علیحدہ روم کی بجائے ایک ہال کمرہ سٹاف روم کے طرز پر ہونا چاہیے۔

اجتماعی ٹرپ یا مشترکہ پوائنٹ پر سفر:

عصر جدید کا ایک مسئلہ مخلوط سفر کرنا ہے۔ جس میں طویل اسفار سے لے کر مختصر اسفار اور جامعات کے پوائنٹس میں مشترکہ ٹرانسپورٹ کا استعمال کرنا تک شامل ہیں۔ تعلیمی مقاصد کے لیے طلبا اور طالبات کو مقامی معلوماتی دوروں کے لیے الگ الگ گروپس میں لے جایا جاسکتا ہے۔ تاہم وسائل یا وقت کی قلت یا کسی بھی مجبوری کی وجہ سے طلبہ وطالبات کو ساتھ لے جانا ناگزیر ہو تو سواری ورہائش کا انتظام یقینا علیحدہ ہونا چاہیے۔ ادارے اس بات کا اہتمام کریں کہ بس اور ہوٹل میں طلباء کے ساتھ معلم اور طالبات (بے جا زینت و زیبائش کے بغیر) کے ساتھ معلمہ ہی جائے اور یہ ثقہ اور قابل بھروسہ افراد ہوں۔ ہوسکے تو بڑی عمر کے افراد کو ساتھ بھیجا جائے۔ اگر بامر مجبوری مشترکہ سواری ارینج کی گئی ہو تو طلباء وطالبات کے بیٹھنے کی ترتیب یہ رکھی جائے کہ طلباء آگے اور طالبات پیچھے ہوں۔ عموماً جامعات کے پوائنٹس میں اس امر کا لحاظ نہیں رکھا جاتا جس کی وجہ سے اکثر اوقات لڑکوں کا لڑکیوں پر ہنسنا، آوازیں کسنا، سیٹیاں بجانا اور جگتیں مارنا وغیرہ دیکھنے میں ملتا ہے۔ سفر کو صرف ناگزیر تعلیمی ضرورت تک محدود رکھا جائے اور تعلیمی ضرورت پوری ہوتے ہی واپسی کر لی جائے۔ بلا ضرورت تفریحی مقامات پر مخلوط سفر سے گریز کرنا چاہیے۔(الضرورات تتقدر بقدر الضرورة)ضرورت کو اس کی حد تک ہی اہمیت دی جائے گی۔

ملازمت کے شعبوں میں مر دوزن کا اختلاط:

شعبہ ہائے ملازمت خواہ محکمہ تعلیم ہو کہ قضاء، شعبہ ٹرانسپورٹ یا پولیس و دفاع سب میں مر دوزن کا اختلاط دو طرح کا ہوتا ہے:

اول: اپنے کام سے کام رکھنا اور بوقت ضرورت ایک دوسرے سے گفتگو بھی کر لینا۔ شریعت میں حدود کے اندر رہتے ہوئے ایسے رویے کی

گنجائش موجود ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوفاً [41] تو تم لہجہ میں نرمی نہ اختیار کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ لالچ کرنے لگے اور (ہمیشہ) معروف (شک اور لچک سے محفوظ) بات کرنا۔

دوم: فرصت کے لمحات میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھنا، ایک دوسرے میں دلچسپی لینا، باتوں کو کریدنا، ہمدردی جتلانا، اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی کوشش کرنا وغیرہ (یہ انداز ملازمت شرعاً نامناسب اور غیر اخلاقی ہے) قرآن حکیم میں ہے:قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ [42] کہہ دیجئے! میرے رب نے فحش ظاہری ہو یا باطنی حرام قرار دی ہیں۔

---

[40] جیسا کہ 28 فروری 2020 کی رپورٹ کے مطابق پروفیسر ڈاکٹر حافظ صلاح الدین (ڈین آف آرٹس فیکلیٹی گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان جو اکیسویں گریڈ کا افسر تھا اور جامعہ کی طالبات کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کا ملزم تھا، جنھیں کینٹ پولیس نے یکم مارچ 2020 میں گرفتار کیا) کا واقعہ معروف ہے۔

[41] Al-aḥzāb: 32/33

[42] Al-a'rāf: 7/33

صنف غیر کے ساتھ رات کی ڈیوٹی:

محکمہ صحت و پولیس اور ٹرانسپورٹ کے شعبہ میں رات کی ڈیوٹی جنس غیر کے ساتھ سر انجام دینا موجودہ دور کا امتیاز ہے۔ اور رات کی تاریکی و تنہائی شیطان کے لیے تسلط و غلبہ پانے میں انتہائی مدد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ آئے روز سرکاری ہسپتالوں [43]، نجی اداروں اور پولیس اسٹیشنز میں ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں جن میں خواتین اٹینڈینٹ یا ملازمہ کولیگز کے عزائم ناپاک کا شکار ہو جاتی ہیں۔ [44]

2010ء میں پاکستان میں ملازمت پیشہ خواتین کو کام کی جگہ پر ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ فراہم کرنے کا قانون منظور کیا گیا۔ قانون کے

تحت باقاعدہ سزاؤں کا اعلان ہوا کہ اگر کوئی بھی شخص کسی ملازمت پیشہ خاتون کو ہراساں کرے گا تو آئینِ پاکستان کی دفعہ 509 کے تحت اسے تین سال قید اور پانچ لاکھ جرمانہ یا دونوں سزائیں اکٹھی بھی دی جا سکتی ہیں۔

جنس مخالف سے طبی سہولیات لینا: طبی مسائل چار طرح سے ہو سکتے ہیں۔

01. خواتین کے مخصوص مسائل (گائنی، چیسٹ و بریسٹ کیسز) 02. مردوں کے مخصوص مسائل

03. خواتین و مرد کے مشترکہ مسائل (نزلہ، زکام، کھانسی، بخار وغیرہ) 04. بچوں کے مسائل

مؤخر الذکر دو صورتوں میں شرعی حدود و قیود اور حیا و حجاب کے ساتھ علاج معالجہ ممکن ہے سو ان حدود میں رہتے ہوئے صنف غیر سے چیک اپ و علاج کروایا جا سکتا ہے۔ مسائل نسواں (گائنی، چیسٹ و بریسٹ ایشوز وغیرہ) کے لئے لیڈی ڈاکٹر اور مردوں کے مسائل کے لئے میل ڈاکٹر کو ڈیل کرنا چاہیے۔ مگر عصر حاضر میں ایک نیا Trend بن چکا ہے کہ بلا امتیاز مرد و عورت کسی بھی شعبہ میں تخصص کرتے ہیں خواہ اس کا تعلق صنف غیر سے ہی کیوں نہ ہو۔ بعینہ عوام بھی بلا امتیاز صنف غیر کے ڈاکٹر سے علاج معالجہ میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتی۔ وطن عزیز اور اہل اسلام کے پاس اس وقت talent اور Competency کی کمی نہیں ہے۔ لیڈی ڈاکٹرز ان تمام معاملات میں تخصص و مہارت حاصل کر سکتی ہیں جو لیڈیز کو درپیش ہیں۔ سو لیڈیز کے تمام ایشوز میں انہی کو تخصص حاصل کرنا اور علاج و معالجہ و سرجری وغیرہ کرنی چاہیے۔ مرد حضرات کو خواتین کے میدان میں اترنے سے گریز کرنا چاہیے۔

علمی حلقوں سے شعبہ طب کے مروجہ مخلوط ماحول کو جواز کی سندیوں فراہم کی جاتی ہے کہ عہد رسالت میں بھی صحابیات مرد صحابہ کرام کو طبی خدمات فراہم کرتی تھیں۔ اس سلسلے میں متعدد تاریخی واقعات پیش کیے جاتے ہیں جن کی صحت سے انکار مشکل ہے۔ مثلاً ایک صحابیہ سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھیں اور

---

43 شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں 16 اکتوبر 2018 میں ایک ڈاکٹر کو اسی کیس میں معطل کیا گیا یہ خبر ۹۲ نیوز لاہور پیپر میں شائع کی گئی۔

44 ڈان اخبار میں شائع ایک رپورٹ کے مطابق ایوان صدر میں ایف او ایس پی اے ایچ کی جانب سے جاری کردہ سالانہ رپورٹ میں ہراساں کرنے سے متعلق کیسز کی تفصیلات بتائی گئیں، یہ رپورٹ اقوام متحدہ (یو این) خواتین کے تعاون سے جاری کی گئی ہے، اس موقع پر سفارتی برادری کے ارکان اور صحافی بھی موجود تھے۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ کُل 5 ہزار 8 کیسز میں ایک ہزار 689 کیسز سرکاری اداروں میں کام کرنے والے مرد اور خواتین جبکہ 3 ہزار 319 کیسز نجی اداروں میں کام کرنے والے مرد اور خواتین کی جانب سے وفاقی محتسب کے دفتر میں رپورٹ کیے گئے۔ https://www.dawnnews.tv/news/1187806

مسلمان مجاہد کو پانی پلاتی، ان کی خدمت کرتیں اور مقتولین اور زخمیوں کو مدینہ منورہ لایا کرتیں تھیں۔[45] اسی طرح بعض صحابیات غزوات کے علاوہ بھی مریضوں کے علاج معالجہ کی خدمت انجام دیتی تھیں اور ان سے لوگ استفادہ کرتے تھے۔ اس سلسلے میں سب سے مشہور نام قبیلہ اسلم کی خاتون سیدہ رفیدہؓ [46] کا آتا ہے۔

تاہم اس قسم کے واقعات سے مخلوط طبی خدمات کے اسلامی مزاج کے مطابق ہونے پر استدلال درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ:

1۔ صحابیات کا جنگوں میں نکلنا اور مردوں کی تیمارداری کرنا کوئی ایسا عمل نہیں جس کی نبی کریم ﷺ نے ابتداء حوصلہ افزائی فرمائی ہو۔ اس دور میں مسلمانوں کی قلت آپ ﷺ کے سامنے تھی، اسی لیے مشرکین سے بھی مدد لی گئی لیکن خواتین کے ساتھ نکلنے کی حوصلہ شکنی کی گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے جہاد میں شریک ہونے کے لیے اجازت طلب کی تو فرمایا: "تم عورتوں کا جہاد حج ہے۔"[47] شارح بخاری علامہ ابن بطال فرماتے ہیں کہ حج میں عورتوں کے لیے مردوں سے احتراز ممکن ہوتا ہے اس لیے ان کے حق میں حج، جہاد سے افضل ہے۔[48] نیز دیگر احادیث میں صحابیات کے نکلنے پر نبی کریم ﷺ کا ناراض ہونا بھی ثابت ہے۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں ایسے موقع پر آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصے کے آثار بھی منقول ہیں۔[49]

2۔ صحابیات کا میدانِ جنگ میں بیماروں کی تیمارداری و علاج معالجہ کرنا شدید ضرورت کی بنا پر تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام کی تعداد ہمیشہ کفار سے کم رہی، افرادی قوت اتنی نہیں تھی کہ زخمیوں کی تیمارداری کے لیے مردوں کو ہی مخصوص کر دیا جاتا۔ اس لیے صحابیات کے اصرار اور جنگی صورتحال کے پیش نظر ان کو اجازت بھی دی گئی۔ اس لیے شارح بخاری علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ان واقعات کو صرف ضرورت کے ساتھ خاص فرمایا ہے اور اس جنس مخالف کے علاج معالجہ کے لیے "الْمُدَاوَةُ ضَرُورَةٌ وَالضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ" کا قاعدہ کا اطلاق کیا ہے۔[50] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے جواز کے لیے ضرورت کا وہ درجہ (اضطرار) مراد ہے جس میں ممنوعات کا ارتکاب جائز ہو جاتا ہے۔ معاصر فقہائے کرام نے بھی فتوی دیا ہے کہ معتدل اور عام حالات میں کسی عورت کے لیے اجنبی مرد کی تیمارداری کرنا جائز نہیں کہ اس میں فتنے ہیں، تاہم اگر کسی آفت سماویہ یا جنگی حالات میں مردوں کے لیے

---

[45] Muḥammad bin ismāʻīl Bukharī, aljam ʻ alṣaḥiḥ, kitāb al-ṭib, bāb ḥal yadāvī al-rajul al-mirāa*ah* wa al-mirāa*ah* al-rajul, raqam al-hadīth:2883,2882,5355

[46] غزوہ احزاب کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک تیر آلگا اور ان کی "اکحل" نامی رگ زخمی ہوگئی، جس سے خون کسی طرح نہیں رک رہا تھا۔ نبی ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ انھیں رفیدہ کے خیمے میں کر دو تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کر سکوں۔ مذکورہ خاتون کے بارے میں سیرت نگاروں نے صراحت کی ہے کہ انھیں زخمیوں کے علاج معالجہ میں مہارت تھی اور وہ یہ کام بغیر کسی اجرت کے انجام دیتی تھیں ۔(بحوالہ: ابن اثیر ، عز الدین ،علی بن محمد ، اسد الغابة في معرفة الصحابة، بیروت، دار الکتب العلمیة ، ۱۴۱۵ ھ النساء، حرف الفاء رفيدة الأنصارية ۶/۱۱۰)

[47] Muḥammad bin ismāʻīl Bukharī, aljam ʻ alṣaḥiḥ, Kitāb al-jihād, bāb jihād al-nisā', raqam al-hadīth:2875

[48] Abō al-ḥassan ibn-e-biṭāl, sharḥ ṣaḥīḥ al-bukhārī, kitāb al-jihād, bāb jihād al-nisā' (Riyādh: maktab*ah* al-rushd, 1423 AH), raqam al-hadīth: 2875

[49] Sulymān bin ash'ath sajastānī, sunan abī daūd, kitāb al-jihād fī al-mirāa*ah* wa al-a'bd yaḥzīyan, aī ya'ṭīyān min al-ghanīm*ah,* raqam al-hadīth:2729

[50] Ibn-e-hajar a'sqalānī, fatḥ ul bārī sharḥ ṣaḥīḥ al-bukhārī, kitāb al-jihād, bāb mdādāa*ah* al-nisā' al-jarḥi (Riyādh: dar al-salām, 1st Edition: 1421 AH), 9/26

مر د تیمار دار میسر نہ ہوں تو خواتین بھی شرعی حدود کی ممکنہ رعایت کے ساتھ یہ خدمت انجام دے سکتی ہیں۔[51] یہی حکم موجودہ دور میں خواتین کا مرد معالج سے علاج کرانے کا ہے، بلاضرورت اس عمل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

صحیح مسلم میں سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت طلب کی تو نبی کریم ﷺ نے ابو طیبہؓ کو حکم دیا کہ ام سلمہ کو پچھنے لگا دیں۔ اس واقعہ کو بیان کر کے حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ابو طیبہؓ حضرت ام سلمہ کے رضاعی بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔[52] اگر نامحرم معالج سے اختلاط ممنوع نہ ہوتا تو حضرت جابرؓ کو اس رشتے کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اسی طرح بدقسمتی سے اگر خواتین کے لیے علیحدہ ہسپتال میسر نہ ہوں اور مجبوری میں خاتون معالجہ کو مخلوط ادارے میں شرعی حدود میں رہتے ہوئے اپنے فرائض انجام دینے پڑیں تو اس کی گنجائش اضطراری کیفیت کی بنا پر مل جائے گی۔

میرج ہال میں اختلاط مردوزن:

قرآن حکیم میں فرمان باری تعالیٰ ہے: وَلاَ تَقْرَبُواْ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ [53] مت قریب جاؤ فحش کے خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی۔ عصر حاضر میں میرج پارٹی ہو یا کسی بھی قسم کا مخلوط اجلاس، مخلوط فنکشن، مخلوط کانفرنس یا میٹنگ وغیرہ خواتین بھڑکیلے، چمکیلے، شوخ رنگ کے کپڑے ، اونچی ایڑیاں، نیل پالش، بے حجابی و بے جلبابی، عطریات کا استعمال، باڈی سپرے اور سنگھار میں استعمال ہونے والے معطر کیمیکلز والی کریمیں، تنگ و باریک لباس، اور فل میک اپ اور بناؤ سنگھار سے سج دھج کر اس میں شرکت کرتی ہیں۔ شریعت مطہرہ نے عورت کو مخصوص لوگوں کے سوا کے لئے اظہار زینت سے منع فرمایا ہے۔[54] اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے شوہر کے علاوہ غیروں کے سامنے بناؤ سنگھار کر کے، اترا کر چلنے والی عورت کی مثال قیامت کے دن کی تاریکی کی طرح ہے، اس کے پاس کوئی نور نہیں ہو گا۔[55] اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى [56] اور پہلی (زمانہ قدیم کی) جاہلیت کی طرح اظہار زینت نہ کریں۔ اور ایسے زیور پہن کر گھر سے باہر نہ نکلیں جس کے باہم ٹکرانے سے آواز پیدا ہوتی ہو۔ قرآنِ حکیم میں مسلمان عورتوں کو حکم ہے: " اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت (پازیب کی چھنکار) معلوم ہو جائے۔"[57] اسی طرح عورت خوشبو لگا کر نہ نکلے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی ہوا ظاہر اور رنگت مخفی ہو (عطر، پرفیوم وغیرہ) اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کی رنگت ظاہر اور خوشبو مخفی ہو (مہندی وغیرہ)۔[58]

---

[51]Khālid saif ullah reḥmānī, kitāb al-fatāwā (Karāchī: zamzam publishers,2007), 6/209

[52]Muslim bin al-ḥajāj, al-jām‘ al-ṣaḥīḥ, bāb li kulli dā’ dawā’ wa istaḥbāb al-tadāwī, raqam al-hadīth:2206

[53]Banī isrā’īl: 151/17

[54]Al-mūminūn:31/23

[55]Muḥammad bin ‘essa tirmazī, al-jāme’ tirmazī, kitāb al-ridha’, bāb tā jā’ fī krāhīyah khurūj al-nisā’ fī albī’*ah,* raqam al-hadīth 1177

[56]Al-aḥzāb:33/33

[57]Al-nūr:24/31

[58]Ahmad bin shua’eb nisā’ī, al-mujtaba, kitāb al-zīnat*ah* min al-sunan, bāb alfaṣal baina ṭaib al-rijāl wa ṭaib al-nisā’, raqam al-hadīth: 5121

مخلوط نیوز اینکرز کا روڈ شو اور ٹاک شوز:

عصر حاضر کا ایک مسئلہ مخلوط شو کرنا ہے۔ جس میں بر لب سڑک لوگوں سے سوالات کرنا، تفریحی مقامات اور جامعات وغیرہ میں سوالات پوچھنا وغیرہ شامل ہے۔ شریعت مطہرہ خواتین کو اس قدر بے باکی اور کھلم کھلی آزادی نہیں دیتی کہ بے حجاب و بے جلباب لوگوں اور عوام الناس میں گھل مل جائے اور ان سے پر تکلف گفتگو کرے، لوگوں کو امپریس کرنے کی خاطر انگلش کے الفاظ استعمال کرے اور اپنے آپ کو عیاں و نمایاں کرنے کی جسارت کرے۔ اسی طرح تعلیمی درس گاہوں اور دیگر اداروں کے مخلوط اجلاس (فنکشنز) میں خاتون کو سٹیج سیکٹری کے فرائض انجام دینے سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ اس میں خاتون کا مردوں کے سامنے نمایاں ہونا لازم آتا ہے۔ اور صوتی حسن نامحرموں کے لیے کشش و جاذبیت کا سبب بنتا ہے۔ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ۔ جذبات پر کنٹرول نہ رکھ سکنے والے مرد رابطہ بنانے کی سعی کرتے ہیں جو کہ برائی کی جانب ایک قدم ثابت ہوتا ہے۔

8 مارچ حقوق نسواں کا عالمی دن اور آزادی نسواں کی ضرورت واہمیت:

8 مارچ [59] عالمی سطح پر حقوق نسواں کے نام پر دنیا بھر میں منایا جاتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ عورت کو مرد کے ماتحت رکھا گیا ہے جس کی وجہ ظلم واعتداوالا رویہ وسلوک کرنا نہیں بلکہ امان وپناہ کی خاطر یہ حکم ہے۔ جو مرد عورتوں کو زدوکوب کرتے ہیں یقیناً وہ ان کا استحصال ہی نہیں کر رہے بلکہ عند اللہ اپنے کردار اور سلوک کے لئے جوابدہ ہوں گے۔ اسلام نے کسی بھی سطح پر عورت سے بربریت کی بجائے نیکی وحسن سلوک کی تلقین فرمائی ہے۔ **پیدائش:** " وَإِذَا الْمَوْؤُودَةُ سُئِلَتْ ﴿8﴾ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ﴿9﴾ " [60] اور جب زندہ درگور کی گئی بچیوں سے پوچھا جائے گا۔ کہ کس جرم کی پاداش میں قتل کی گئیں۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان بچیوں کی جانب سے وکالت کرتے ہوئے خود ان کے والدین وذمہ داران سے جھگڑے گا۔ **لڑکپن:** حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ "جس شخص نے دو بچیوں کی ضرورتوں کو پورا کیا (یعنی پیدائش سے لیکر جوانی تک شادی بیاہ تک بلکہ موت تک ان کی ضرورتوں کو پورا کرتا رہا) تو میں اور وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے جیسے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور اس کے برابر کی انگلی" یعنی میں اور وہ جنت میں ساتھ ساتھ رہیں گے۔ [61] **ایک اور روایت میں ہے** سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پاک پیغمبر ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بچیوں کی طرف سے کچھ آزمائش میں پڑ گیا لیکن اس نے صبر کیا تو یہ بچیاں قیامت کے دن اس کے لئے جہنم سے حفاظت بن جائیں گی"۔ [62] **بیوی کی صورت میں** فرمایا: " وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَن تَكْرَهُواْ شَيْئاً وَيَجْعَلَ اللّهُ فِيهِ خَيْراً كَثِيراً " [63] حدیث میں ان کے حقوق کچھ اس طرح بیان فرمائے۔ حضرت حکیم بن معاویہ قشیری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا : "مَاحَقُّ

---

[59] 8 مارچ کا دن بین الاقوامی سطح پر 1917ء میں عورتوں کی جنگ کے دوران خوارک اور امن کے لیے چار روزہ ہڑتال اور پھر ووٹ کا حق لینے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ جس میں ان خواتین کی کاوشوں کو سراہا جاتا ہے جنھوں نے معاشی، سیاسی سماجی اور ثقافتی شعبوں میں اپنی خدمات سرانجام دیں اور ان حقوق کے لیے آواز بلند کرنا ہے جو انہیں نہیں دیے گئے۔

[60] Al-takwīr:8,9/81

[61] Al-albānī, al-silsil*ah,* kitāb al-bir wa al-sil*ah* wa al-adāb, bāb fadhal al-iḥsān ila al-banāt, raqam al-hadīth: 1991

[62] Muḥammad bin ismā'īl Bukharī, aljam ʿ alṣaḥiḥ, kitāb al-zak*ah,* bāb itaqū al-nār wa lao bishaq tamr*ah,* raqam al-hadīth:1418,5995

[63] Al-nisā':19/4

زَوْجَۃِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوَهَا إِذَا كْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلاَ تُقَبِّحْ وَلَاتَهْجُرْ اِلَّافِیْ الْبَیْتِ۔ "[64] ترجمہ:۔ ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو کھائے تو اُس کو بھی کھلا اور جب تو پہنے تو اُس کو بھی پہنا اور اُس کے چہرے پر نہ مار اور نہ اُسے بُرا کہہ اور نہ اُس سے کنارہ کشی کر مگر گھر میں۔ **ماں کی صورت میں** ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے پھر پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارا باپ۔[65] جنت کو ماں کے قدموں تلے رکھا۔ **اجنبی عورت** کی صورت میں اصول دیا: " قُل لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ "[66] مومن مردوں سے کہہ دیں وہ اپنی نگاہیں پست رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہی ان کے لیے پاکیزگی کا باعث ہے۔

عصری خواتین کی لبرل سوچ:

عصر جدید کی عورت کا اصل مسئلہ حق کا تقاضہ و مطالبہ کی بجائے حق غیر کو وصول کرنا ہے۔ کیونکہ اسلام نے عورت کو جملہ حقوق کہ جس کی وہ مستحق ذی عطا فرمادیے ہیں۔ اب فقط زائد لیناہی باقی رہ گیا ہے۔ شریعت مطہرہ میں جس شخص کا جو حق و حصہ متعین کیا گیا ہے وہ اس کو ادا کرنا **عدل** کہلاتا ہے۔ جبکہ عصر جدید کی عورت عدل کی بجائے **مساوات** چاہتی ہے کہ مجھے مرد کے برابر حقوق ملیں۔ جبکہ اسلام نے مردوزن کے حقوق علیحدہ علیحدہ متعین کیے ہیں۔ اگر حقوق اسی طرح معین اصولوں کے تحت ملیں تو یہ عدل ہو گا اور اگر مردوں والے حقوق ہی بعینہ عورتوں کو دیئے جانے لگیں تو یہ مساوات تو ہو گی مگر عدل نہ ہو گا۔ پھر آج کی عورت کے نزدیک مساوات سے مراد بھی **یکگونہ مساوات** (جس میں یکطرفہ جنس کے مفادات ملحوظ رکھے جائیں) ہے۔ کیونکہ آج کی عورت یہ نہیں کہتی کہ: "مجھے خاوند بچوں اور ماں باپ کے اخراجات کی ذمہ داری دی جائے، مجھ سے ماں کا رتبہ چھین کر وہ باپ کو اور مجھے ایک ہی حق باپ والا دے دیا جائے، مجھے اطاعت خاوند پر جنت کے آٹھوں دروازوں سے (مسند احمد: ۱۰۹/۷) نہ پکارا جائے۔ بلکہ مرد کو میرے تحفظ اور اخراجات برداشت کرنے پر جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکارا جائے یا پھر مردوں کے تمام تر افعال خواہ وہ مشقت طلب کیوں نہ ہوں وہ مجھ سے بھی لیے جائیں" کیونکہ اگر عورت یہ سب کچھ چاہتی تو یہی حقیقی **دوطرفہ مساوات** (یعنی جنس کا امتیاز کیے بغیر برابری) ہوتی۔

اگر ہم معاشرے پر گہری نگاہ ڈالیں تو ہمیں حقیقت کچھ یوں واشگاف ہو گی۔ کہ عورت برابری کا تقاضہ کرتے کرتے برابری سے زیادہ حقوق لے چکی ہے۔ ادارہ جات میں میل کو فیمیل اداروں میں تعینات نہیں کیا جاسکتا جبکہ فی میل، میل والے اداروں میں کام کر رہی ہیں۔ جب کوئی مسلمان عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو سواری مہیا کرنا وزن اٹھانا مثلا بیگ، بچہ، بورا بستر وغیرہ یہ مرد اٹھاتا ہے جبکہ

---

[64] Aḥmad bin Hanbal, musnad aḥmad, kitāb ḥaqūq al-zaujain wa husan al-ṣuḥb*ah,* bāb haq al-zauj*ah* a'la al-zauj, raqam al-hadīth 20262, 7118

[65] Muḥammad bin ismā'īl Bukharī, aljam ʿ alṣaḥiḥ, kitāb al-ikhlāq, bāb man aḥaq biḥusn qarābtī, raqam al-hadīth: 5971

[66] Al-nūr: 24/30

عورت minimumوزن اٹھاتی ہے۔ اور دوران سفر اگر مرد کھڑے ہوں تو کوئی خیال نہیں رکھتا حتی کہ کوئی لیڈیز کھڑی ہو کر اسے جگہ نہیں دیتی۔ خواہ وہ مرد ضعیف و بیمار ہی کیوں نہ ہو۔ جبکہ عورتوں کے ساتھ اس کا الٹ (بہتر) سلوک کیا جاتا ہے۔ عورت حج کرنے پر حج اور جہاد دونوں کا ثواب پاتی ہے اور مرد جان لڑا کر زخم کھا کر پھر جہاد کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ ماں کی صورت میں تین حقوق پاتی ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں مرد کا ایک حق ہے۔

اختلاط مردوزن کے نتائج و ثمرات

اختلاط مردوزن کے باعث معاشرہ کو چار طرح کے نتائج کا سامنا ہے:

1. مذہبی مسائل 2. عوامی مسائل۔ 3. عدالتی مسائل۔ 4. صنف نازک کی ہراسمنٹ

1. مذہبی مسائل

عہد حاضر کے مخلوط معاشرتی نظام کے باعث انواع و اقسام کے مسائل جنم لیتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے مذہبی معاملات میں مردوزن کو شریعت اسلامیہ کا پابند کیا ہے۔ مگر عصری اختلاط کے باعث جو دینی احکام متاثر ہوتے ہیں ان کی تفصیل ما قبل صفحات میں گزر چکی مگر یہاں بالا جمال ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ مردوزن کو بلا ضرورت گھر سے باہر نہیں جانا چاہیے، مردوزن کو ساتر لباس کا استعمال کرنا چاہئے، خواتین اسلام کو احکامات حجاب کا بالخصوص اہتمام کرنا چاہیے، اگر صغر سنی یا فقہی اختلاف کے باعث حجاب کا اہتمام نہ کیا ہو تو کم از کم جلباب (چادر یا اوڑھنی) کو لازماً استعمال کیا جائے۔ جس حد تک ممکن ہو اپنی زینت کو مخفی رکھیں۔ مردوزن دونوں کو چاہیے کہ وہ اپنی اپنی نظروں کی حفاظت کو یقینی بنائیں، صنفین کے لیے لازم ہے کہ دونوں اپنی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اسی طرح دونوں کو چاہیے کہ مشابہت صنف غیر سے اجتناب کریں، عورت کو نامحرم غیر مردوں سے گفتگو کرتے وقت لہجے کی غیر معمولی نرمی سے اجتناب کرنا چاہیے، صنفین کو خلوت مع الغیر سے بچنا چاہیے، میاں بیوی کو اپنے اپنے حقوق و فرائض کی انجام دہی کی فکر کرنی چاہیے اور مردوزن کو کوئی بھی ایسا عمل نہیں کرنا چاہیے جو اشاعت فحش کا سبب بن رہا ہو۔ جبکہ آجکل ان امور کو درخور اعتنا میں نہیں لایا جاتا۔

2. عوامی مسائل

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مرد کے لیے عورت کی جانب طبعی میلان رکھا ہے۔ عصری خواتین کی بے حجابی و بے جلبابی سر عام مرد حضرات کو دعوت نظر بنی دیتی ہے۔ بعینہ مرد حضرات کا قلبی میلان، تعریف اور توصیفی کلمات خواتین کے لیے دلچسپی پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ اور اس کے ذرائع میں عام معاشرہ، تعلیمی ادارے، الیکٹرانک میڈیا و پرنٹ میڈیا ہر جگہ پر موجود ہیں۔ عصر حاضر میں گویا نامحرم کو دیکھنا عیب ہی تصور نہیں کیا جاتا ہے۔ حالانکہ جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ ایک مرتبہ یعنی اچانک نگاہ پڑنے پر کوئی گرفت نہیں جبکہ دوسری مرتبہ جان بوجھ کر صنف غیر کو دیکھنا اور دلچسپی سے دیکھتے رہنا صنف غیر میں میلان و محبت کے جنم لینے کا موجب ہے۔ پھر اس کے دو طرح سے نتائج بر آمد ہوتے ہیں اگر دو محبت کرنے والے جب ناکام ہوتے ہیں تو معاملات اس قدر گھمبیر و گھناؤنی صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ نوبت آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتی ہے۔ پھر اخبارات اور میڈیا میں یہ سننے میں آتا ہے کہ محب نے محبت سے مایوس ہو کر محبوب کے منہ پر تیزاب کی بارش کر دی۔ کہ جو میرا نہیں وہ کسی کا کیوں ہو۔ یا پھر خودکشی کے رجحانات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ محبت سے سرشار جوڑے جب محبت میں ناکام ہوتے ہیں تو بعض اوقات حرام طرز موت کو دائمی اخروی عذاب کی وعید سے لاعلمی رکھتے ہوئے اپنانے میں

عافیت سمجھتے ہیں۔ یہ نوبت اختلاط مردوزن کا ثمرہ تھی اگر اس پر پہلے ہی قابو پایا جا چکا ہوتا تو معاملہ خودکشی جیسے گھناؤنے جرم کے ارتکاب تک نہ پہنچا ہوتا۔

3. عدالتی مسائل

ہماری بحث قطع نظر جواز وعدم جواز کے عدالتی نکاح کے مسئلہ کا وجود ہے جو کہ مردوزن کے کھلم کھلا اختلاط کا ثمرہ ہے۔ دو صنف جب بحیثیت GF اور BF وقت بتا کر آتے ہیں تو ان میں قلبی رجحان و میلان اس قدر پیدا ہو چکا ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک برادری کی رسومات، ماں باپ کی خواہشات و ترجیحات اور شرعی اصول وضوابط (کفو کا لحاظ، ولایت اور ترتیب ولایت) بے معنیٰ ہو جاتے ہیں۔ سو یہ ایک گھمبیر مسئلہ کی صورت اختیار کرلیتا ہے بعض اوقات معاشرہ ایسے جوڑے کو قبول کرتا اور بعض اوقات بزور تسلیم کروایا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں خاندان کے لئے بھی انہیں قبول کرنے اور ان سے تعلقات استوار کرنے میں پس وپیش پائی جاتی ہے اور بعض اوقات نوبت بہ ایں جارسید کہ عدالت و محکمہ پولیس کو بھی اس قسم کے نکاح میں مداخلت ومشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ پسند کی شادیاں عروج پکڑتی اور طلاق کے کیسز میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جن بچیوں کو سبز باغ دکھا کر اور ان سے دعوے وعدے کر کے اپنے دام فریب میں پھنسایا گیا ہوتا ہے۔ اور شادی کے بعد علم ہوتا ہے کہ ان تلوں میں تیل نہ ہے۔ پھر پچھتاوے اور عدالت کے چکر شروع ہو جاتے ہیں۔ اور معاملات "أبغض الحلال الى الله الطلاق" (سنن ابی داؤد رقم الحدیث 2178) تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر خلع کی ڈگری، تنسیخ نکاح کے مقدمے، نفقہ و نکاح ثانی کے مسائل، اور بعض اوقات کاروکاری کے نام پر قتل وغارت کے کیسز کے ذریعے قانون کو ہاتھ میں لیتے ہوئے مقابل کو ختم کرنے پر منتج ہوتے ہیں۔

4. صنف نازک کی جنسی ہراسمنٹ (بلیک میلنگ)

شعبہ ہائے ملازمت میں خواتین کو اپنے ہی کولیگز کے ہاتھوں جنسی ہراسمنٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے یا پھر بعض سوشل میڈیا پر تصاویر، ویڈیو کلپ اور آڈیو ریکارڈنگ کر کے یا ایڈیٹنگ کے ذریعے کسی تصویر دوسرے کے چہرے کو لگا کر کسی بھی فرد کو بدنام کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور موبائل فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے مختلف سافٹ وئیر استعمال کرتے ہوئے یہ کام عام ہو چکا ہے۔ تعلیمی میادین جیسے کلیات و جامعات میں بعض اساتذہ اپنے اختیارات (اسائنمنٹ کے نمبرز، غیر حاضری اور سیشنل مارکس) کو طالبات کی کمزوری بنالیتے ہیں [67]. جس کی بنا پر وہ طالبات کو بلیک میل کرتے ہیں۔ ایسے اساتذہ کے علیحدہ روم ان اختیارات کو استعمال کرنے کے لئے کمین گاہ ثابت ہوتے ہیں۔

---

[67] جیسا کہ 28 فروری 2020 کی رپورٹ کے مطابق پروفیسر ڈاکٹر حافظ صلاح الدین (ڈین آف آرٹس فکیلٹی گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان جو اکیسویں گریڈ کا افسر تھا اور جامعہ کی طالبات کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کا ملزم تھا، جنہیں کینٹ پولیس نے یکم مارچ 2020 میں گرفتار کیا) کا واقعہ معروف ہے۔